برتری تسلیم کرنے والوں کو " کافی ہاؤس اسلام " سے آگے "عملی اسلام " کی طرف راغب کرنا۔ اس کے لئے ان کی رہنمائی اور مدد کرنا۔ یہ بھی جہاد ہے۔ اسلامی نظریہ کی برتری ثابت کرنے کی غرض سے جدید اور دینی علوم حاصل کر کے تحقیقی کام (RESEARCH WORK) کرنا۔ اس قسم کا علم اور تحقیقی کام کی تربیت دینے والے اداروں تک باصلاحیت افراد کو پہنچانا۔ اس کے لئے ان کو ترغیب دینا' رہنمائی کرنا' مدد کرنا' یہ سب جہاد ہے۔ ٹھوس حقیقی مواد اور بزرگوں کے تحقیق شدہ کاموں کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا۔ اس کے لئے کتابت' طباعت اور اشاعت کا کام کرنا...... درس قرآن اور قرآنی موضوعات پر مشتمل لیکچرز کے آڈیو اور وڈیو کیسٹ تیار کرنا وغیرہ یہ تمام کام " جہاد باالقرآن " میں شامل ہیں۔ اس لئے کہ اس سطح پر جو مجاہدہ بھی ہو گا اس میں ہمارے لئے جو چیز ہتھیار کا کام دے گی وہ خود قرآن ہے۔ سورت فرقان میں " جہاد باالفرقان " کی اصطلاح وارد ہوئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا فلا تطع الکفرِ ینَ وَ جَاھِد ھُمْ بِہٖ جِھادا کبیراً ۔

یہ فہرست بہت طویل ہے۔ ان چند مثالوں سے یہ بتانا مقصود تھا کہ ان خطوط پر اگر غور کیا جائے تو بے شمار کام ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں آتے ہیں اور جن کو سرانجام دینے کی ضرورت بڑی شدید ہے۔ اس کے لئے ضرورت تو وسائل اور افراد دونوں کی ہے لیکن آج کے دور میں وسائل سے زیادہ ضرورت باصلاحیت افراد کی ہے جن کی کم یابی دن بدن سنگین رکاوٹ بنتی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم جب اللہ کی کسی ہدایت پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں تو بھی ہدایت کو پوری طرح سمجھے بغیر چل پڑتے ہیں۔ آیت نمبر ۲۰ کا ترجمہ ایک مرتبہ پھر دیکھ لیجئے۔ وہاں یہ ہدایت بہت واضح ہے کہ اس جدوجہد میں اپنا مال بھی کھپاؤ اور اپنی جان بھی...... یعنی مال کے ساتھ اپنی صلاحیت' اپنی توانائی اور اپنا وقت بھی صرف کرو اور اگر کبھی ضرورت پڑ جائے تو اس کشمکش میں جان کا نذرانہ بھی پیش کر دو۔ لیکن ہم میں اکثریت ان لوگوں کی ہے

جو اس راہ میں چندہ دیگر خود کو سبکدوش سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یہ لوگ ان سے تو بہرحال بہتر ہیں جو اس کشمکش میں سرے سے حصہ ہی نہیں لیتے لیکن ان آیات میں مجاہد کے لئے جس "درجہ اعظم" کی خوشخبری دی گئی ہے اس کے حصول کے لئے صرف چندہ دینا کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم مال کے ساتھ اپنی جان بھی کھپائیں۔ اس کے لئے تارک الدنیا ہونا ضروری نہیں ہے۔ صرف روزمرہ کے نظام الاوقات کی بہتر تنظیم کر کے ہر شخص کچھ نہ کچھ وقت نکال سکتا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ میں عملی شرکت کر سکتا ہے۔

اب یہ بات سمجھ میں آ جانی چاہئے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت ایک ایسی سعادت ہے جو ہر مسلمان کی دسترس میں ہے اور قطعی طور پر قابل عمل ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان اپنا یہ فرض ادا نہیں کرتا تو اس کا شمار دین کے ایک انتہائی تاکیدی حکم کو ترک کرنے والوں میں ہو گا۔ اور اگر کوئی مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق اس فرض میں اس نیت سے شریک ہوتا ہے کہ اللہ ہی کی مدد اور توفیق سے وہ اگلے مراحل میں بھی قدم رکھے گا او ر ساتھ ہی وہ ان پیشگی شرائط کو بھی پورا کرتا ہے جن کی وضاحت آیات زیر مطالعہ میں موجود ہے تو پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا درجہ (STATUS) حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد حرام کی خدمت کرنے والے جیسے عظیم المرتبت لوگوں سے بھی کہیں زیادہ ہو گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد۔

******

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے اشاعت کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

لطف الرحمان خاں

دُھندلے سائے

اراکینِ انجمن کی خدمت میں چند گزارشات

ہماری مجلس منتظمہ کے رکن جناب ڈاکٹرنسیم الدین خواجہ صاحب نے انجمن کے سالانہ اجلاس عام میں حاضرین کی توجہ ایک انتہائی اہم بات کی جانب مبذول کرائی تھی اس کی اہمیت کے پیش نظر وہ بات تمام وابستگان انجمن کے سامنے پیش کی جارہی ہے

ڈاکٹر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ انجمن کے مشن کو آگے بڑھانے کی جدوجہد میں عملی حصہ لینے والے وابستگان کی تعداد بہت قلیل ہے زیادہ تر لوگ اپنا چندہ دے کر اور اجتماعات میں شرکت کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے انجمن سے وابستگی کا حق ادا کر دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں بعض اوقات ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ انجمن **'ONE MAN SHOW'** ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انجمن کا مشن اس وقت تک آگے نہیں بڑھ سکتا جب تک اس کے لئے عملی جدوجہد میں ہر فرد اپنا حصہ نہ ڈالے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم سب لوگ یاد کرنے کی کوشش کریں کہ اس انجمن کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ اس کا مشن کیا ہے؟ اور ہم اس سے کیوں وابستہ ہوئے تھے؟

ان سطور میں ہماری کوشش ہوگی کہ جو باتیں آپ کے ذہن میں دھندلا گئی ہیں انہیں واضح کر کے ایک مرتبہ پھر سے اجاگر کر دیں۔ انجمن کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ اس کا جواب صدر مؤسس کا کتابچہ "اسلام کی نشاۃ ثانیہ...... کرنے کا اصل کام" میں موجود ہے۔ ہماری گذارش ہے کہ کہ تمام وابستگان انجمن اس کا مطالعہ ایک مرتبہ پھر کر لیں اگر کسی رکن نے اس کا مطالعہ نہیں کیا ہے تو یہ اس کی فوری اور ناگزیر ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے تحت جون ۸۷ء کے شمارہ میں یہ مکمل کتابچہ دوبارہ شائع کیا جاچکا ہے۔

اس کتابچہ میں صدر مؤسس مختلف تاریخی عوامل اور خصوصاً ماضی قریب میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اٹھنے والی تحریکوں کے غیر مؤثر ہو جانے کی وجوہات کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ احیائے اسلام کی شرط لازم تجدید ایمان ہے۔ اقرار باللسان والا زبانی کلامی ایمان اس مقصد کے لئے کفایت نہیں کرتا اس نوع کے اصحاب ایمان تو کروڑوں بلکہ اربوں کی تعداد میں موجود ہیں تجدید تو تصدیق قلبی والے ایمان کی درکار ہے اس لئے کہ حقیقی ایمان یہی ہے۔ یہ تجدید موعظہ حسنہ کے ذریعے جذبات کو اپیل کر کے بھی کی جا سکتی ہے اور کی جا رہی ہے لیکن اس سے معاشرہ کا وہ طبقہ متاثر نہیں ہوتا جن کے یہاں جذبات پر عقل اور عمل پر علم کو اوّلیت حاصل ہے۔ "ایسے لوگ اپنی ذہنی ساخت کی بناء پر مجبور ہوتے ہیں کہ عقل کی جملہ وادیاں طے کر کے عشق کی وادی میں قدم رکھیں اور خرد کی تمام گتھیاں سلجھانے کے بعد صاحب جنون ہوں۔ پھر یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسی قسم کے لوگ ہر دور اور ہر معاشرہ کی وہ ذہین اقلیت (INTELLECTUAL MINORITY) ہوتے ہیں جو از خود معاشرہ کی رہنمائی کے منصب پر فائز ہوتے ہیں اور اجتماعیت کی پوری باگ ڈور پر قابض ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے نقطہ نظر میں تبدیلی اور ان کے فکر و نظر میں انقلاب کو اوّلین اہمیت حاصل ہے۔ اگر خدانخواستہ ایمان ان لوگوں کے دلوں میں جاگزیں نہ ہو سکا تو صرف عوام الناس کے قلوب و اذہان کی تبدیلی سے کسی مؤثر اور پائیدار تبدیلی کی توقع نہیں کی جا سکتی"۔

"بنا بریں وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ایک زبردست علمی تحریک ایسی اٹھے جو سوسائٹی کے اعلیٰ ترین طبقات اور معاشرہ کے ذہین ترین عناصر کے فکر و نظر میں انقلاب برپا کر دے" .... "خالص علمی سطح پر اسلامی اعتقادات کے مدلل اثبات اور الحاد و مادہ پرستی کے پرزور ابطال کے بغیر اس مہم کا سر ہونا محال ہے" .... "پیش نظر علمی تحریک کے لئے سب سے پہلے ایسے ذہین اور باصلاحیت نوجوانوں کو تلاش کرنا ہو گا جن میں علم کی ایک شدید پیاس فطری طور پر موجود ہو" .... "ایسے نوجوانوں کو اولاً انسان کی آج تک کی سوچ و بچار کا مکمل جائزہ لینا ہو گا۔ اور اس کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ انسانی فکر کی پوری تاریخ کا

گہرا مطالعہ کریں۔ اس اعتبار سے منطق، ماوراء الطبیعات، نفسیات، اخلاقیات اور روحانیات ان کے مطالعہ اور غور و فکر کا اصل میدان ہوں گے۔ اگرچہ ضمنی طور پر عمرانیات اور طبیعات کی ضروری معلومات کی تحصیل بھی ناگزیر ہوگی، فکر انسانی کے اس گہرے اور تحقیقی مطالعے کے ساتھ ساتھ ان کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ وحیٔ آسمانی اور اس کے آخری جامع ایڈیشن یعنی قرآن حکیم کا گہرا مطالعہ حقیقت کی تلاش کے نقطہ نگاہ سے کریں"۔

"متذکرہ بالا علمی تحریک کے اجراء کے لئے فوری طور پر دو چیزیں لازمی ہیں۔ ایک یہ کہ (قرآن کی) عمومی دعوت و تبلیغ کا ایک ایسا ادارہ قائم ہو جو ایک طرف تو عوام کو تجدید ایمان اور اصلاح اعمال کی دعوت دے اور جو لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں ان کی ذہنی و فکری اور اخلاقی و عملی تربیت کا بندوبست کرے۔"

مختصراً یہ وہ منفرد فکر ہے جس نے انجمن کی ضرورت کا احساس پیدا کیا اور اس کی بنیاد پر انجمن کے اغراض و مقاصد معین ہوئے۔ چونکہ یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ ہمارے ایمان و یقین کا سرچشمہ قرآن ہے۔ اس لئے تجدید ایمان کا کام بھی قرآن کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اور جب تک قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت نہیں ہوگی اس وقت تک امت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی وہ عمومی تحریک برپا نہ ہوگی۔ جس کے ذریعے ہم ایسے باصلاحیت افراد تلاش کرنا چاہتے ہیں جن کی تعلیم و تربیت کر کے ہم ان کے سپرد وہ علمی تحقیقی کام کر سکیں جس سے مغرب کے فلسفہ و فکر کا ابطال اور اس کی تہذیب و تمدن کا حقیقی استحصال ممکن بھی ہے اور ہمارا ہدف بھی۔

قرآن حکیم کی عمومی دعوت و تبلیغ کی حقیقی غرض و غایت واضح ہو جانے کے بعد آپ ہم سے اتفاق کریں گے کہ یہ کام صرف اس صورت میں سرانجام دیا جا سکتا ہے جب انجمن کا ہر رکن اپنے اپنے حلقہ میں کچھ نہ کچھ عملی کام کرے اس ضمن میں جو عملی اقدامات بآسانی کئے جا سکتے ہیں، ان کی وضاحت سے قبل مناسب ہو گا اگر ہم ایک بات ذہن نشین کر لیں۔ عربی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوتے ہی قرآن کے ساتھ ہمارا ذہنی رشتہ بھی منقطع ہو گیا اور صرف قلبی تعلق باقی رہ گیا۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے قرآن کے اردو ترجمہ اور تفسیر کا اہتمام کیا گیا۔ ابتداً

یہ قابل قدر کوششیں عام فہم نہ تھیں لیکن اب عام فہم ترجمے اور تفاسیر بھی دستیاب ہیں۔ اس طرح قرآن کی دعوت و تبلیغ کی راہ میں حائل ایک بڑی رکاوٹ دور ہو چکی ہے اور اس ضمن میں ہماری ذمہ داری اور جوابدہی بھی اسی تناسب سے بڑھ گئی ہے۔ پھر قرآن آڈیٹوریم کی تکمیل ہوتے ہی صدر مؤسس کے ترجمہ قرآن کے آڈیو اور وڈیو کیسٹ بھی آنا شروع ہو جائیں گے جس سے مزید آسانی پیدا ہو جائے گی۔ اور ہماری ذمہ داری میں بھی اضافہ کر دے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے فرض کا احساس کریں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق تیاری کرلیں۔

اب آیئے ان عملی اقدامات کا جائزہ لیں جن کے ذریعہ ہم جہاد فی سبیل اللہ کے ایک پہلو یعنی جہاد بالقرآن میں عملی حصہ لے سکتے ہیں۔

(۱) سب سے اہم ضرورت اس بات کی ہے کہ جن وابستگان انجمن نے خود قرآن حکیم کا ترجمہ و تفسیر سے مطالعہ نہیں کیا ہے وہ اس کا اہتمام کریں۔ یہ کوئی اتنا بڑا کام نہیں ہے جتنا شروع میں نظر آتا ہے۔ ترجمہ و تفسیر کے دس صفحات کا مطالعہ کرنے میں ۲۵ سے ۳۵ منٹ لگتے ہیں۔ اگر ہم روزانہ کے ۲۴ گھنٹوں میں سے صرف آدھا گھنٹہ اس کام کے لئے وقف کر دیں تو پانچ چھ جلدوں پر مشتمل تفسیر ایک سال کے اندر اندر آسانی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ ہر ہفتہ ڈیڑھ ' دو دن کی چھٹیوں میں اگر ہم زیادہ وقت صرف کریں تو صرف چھ سات ماہ میں یہ کام مکمل ہو جاتا ہے۔

(۲) اس کے بعد بہتر یہی ہے کہ ہم عربی گرامر پڑھیں۔ اپنے محلّہ یا شہر کے کسی بھی عربی دان سے رابطہ کر کے اس کی تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔ روزانہ ایک گھنٹہ کی تعلیم اور ایک گھنٹہ کے ہوم ورک سے ایک سال کے اندر اندر آپ عربی دان تو نہیں بن جائیں گے لیکن قرآن کو ترجمہ کی مدد کے بغیر سمجھنے کی استعداد حاصل ہو جائے گی۔ پھر نمازوں میں اور بالخصوص تراویح میں روح قرآن تک رسائی کی جو کیفیت آپ پر طاری ہوگی اس کا اندازہ صرف وہی کر سکتے ہیں جنہیں اللہ نے یہ نعمت عطا کی ہے۔

(۳) اگر فی الحال عربی پڑھنا آپ کو مشکل معلوم ہوتا ہے تو اس کام کو اس وقت تک